مغربی تہذیب کا بحران

جناب ریاض الحسن نوری صاحب

(دسمبر ۱۹۷۹ء میں شائع شدہ قسط سے آگے)

شراب اور ٹیکس | مغربی دنیا میں ٹیکسوں کی بھرمار ہے مگر حکومتیں عوام کی بھلائی پر بھی خرچ کرتی ہیں، مگر ٹیکس کی زیادہ رقم برائیوں یا اُن کے اثرات پر ہی خرچ ہوتی ہے۔ شراب پر جو رقم فرانس کی حکومت ڈیوٹی کے طور پر وصول کرتی ہے اس سے کہیں زیادہ رقم عادی شرابیوں (alcoholics) اور ان کے بچوں کی دیکھ بھال پر خرچ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ٹیکس کی رقوم بیوروکریسی کے ٹھاٹ باٹھ اور اُن کی کرسیاں مضبوط کرتی ہیں۔

بے گناہوں کو زندہ جلانا | قرونِ وسطیٰ کے بعد اور جدید دور کے شروع ہونے سے پہلے یورپ میں لاکھوں عورتوں کو جادوگرنیاں کہہ کر آگ میں زندہ جلایا گیا۔ حتیٰ کہ فرانس کو آزادی دلانے والی ہیروئن جون آف آرک کو بھی جادوگرنی قرار دے کر فرانس کے حکام، ججوں، پادریوں، یونیورسٹیوں کے پروفیسروں، غرض سب نے مل کر زندہ جلا دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ عرصہ بعد روم کے پوپ نے اس کو ولی اللہ یعنی سینٹ (saint) کے زمرہ میں شامل کر لیا۔ غرضیکہ یورپ میں عورتوں پر پہلے بھی ظلم ہوتا تھا اور آج بھی ہو رہا ہے۔

بیویاں اور گروپ سیکس | امریکہ وغیرہ میں قرونِ وسطیٰ کے یورپ کی مانند بیویوں کی ادلا بدلی (wife swaping) کا پھر رواج ہوتا جا رہا ہے۔ اسے (swinging) بھی کہتے ہیں۔

وہاں کے خاوند اپنی بیویوں کو برابری و مساوات کے نام پر بے وقوف بنا کر اپنی عیاشی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ عورتیں مجبوراً ہی اس کام میں حصہ لیتی ہیں۔ کیونکہ انکار پر اُن کو خاوند سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں مارٹن ہینٹ کی کتاب چھپی ہے جس کا نام sexual Behaviour In The 1970's ہے (یعنی ۱۹۷۰ء کے دہے میں جنسی رویّہ) اس سے اور دیگر کتب و تحقیقات بلکہ خود کنزے کی کتب سے بھی ہماری بات واضح ہو جاتی ہے۔ کنزے نے لکھا ہے کہ مرد تمام دُنیا کی عورتوں سے تعلقات پیدا کرنے کا خواہش مند رہتا ہے مگر عورت کی فطرت اس کے خلاف ہے۔ مذکورہ بالا کتاب میں مارٹن ہنٹ (morton hunt) نے ایک لیو (LEO) صاحب کا واقعہ بیان کیا ہے۔ انہیں جب گروپ سیکس کا علم ہوا تو وہ ایک ۱۷ سالہ لڑکی کو جسے وہ ڈیٹ کر رہے تھے، اپنے ساتھ "ادل بدل کلب" (swap club) میں لے گئے۔ مرد صاحب تو بہت ہی خوش ہوئے، اُن کے لیے تو گویا عید ہو گئی۔ مگر لڑکی اگرچہ اُن کے ساتھ جاتی رہی مگر ساتھ ساتھ شکایت بھی شروع کر دی کہ تم میرا استحصال کر رہے ہو۔ آخر کار اس ڈر سے کہ کہیں یہ لڑکی اُسے چھوڑ کر نہ چلی جائے اور اُس کا عیش ختم نہ ہو جائے، اس نے اس سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد لڑکی نے سویپ کلب جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ان میں ناچاقی شروع ہو گئی اور آخر کار ڈیڑھ سال بعد علیحدگی ہو گئی......

لیو صاحب کی بد قسمتی یہ تھی کہ جس لڑکی کو بھی وہ سویپ کلب لے جاتے وہ آخر کار یہی شکایت کرنے لگتی کہ تم میرا استحصال کر رہے ہو۔ لیو کا کہنا ہے کہ یہ اسی کی خصوصیت نہ تھی بلکہ مبادلہ پسند (swinger) جوڑوں کے تعلقات اُس نے خراب ہی پائے۔ لیو نے آخر کار شادی کے خیال کو ترک کر دیا اور یہ ذوقی جاری رکھی۔

لیو ہی کہتا ہے کہ ایک شادی شدہ جوڑے نے مجھے گھر پر دعوت دی۔ جب وہ اُن کے گھر پہنچا تو:-

Husband said very apologetically, don't take this wrong, but would you mind if I go up while you are doing it

میزبان خاوند نے بہت ہی معذرت کے انداز میں کہا کہ تم میری بات کا بُرا نہ ماننا، تم میری بیوی سے شغل کرو۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ میں تم کو سدومیت (sadomy) کا تختۂ مشق بناؤں گا۔

اور لیو صاحب کا کمال ہے کہ انہوں نے اس کو بھی قبول کر لیا[1]

ناظرین نے دیکھا کہ یورپین مرد دوسری خواہش پوری کرنے کے لیے اپنی بیوی کی عصمت قیمت میں دیتا ہے۔ پھر وہ اتنا چالاک بھی ہے کہ پستیوں اور ذلتوں کو آزادی اور مساوات کا نام دے کر عورت کو بے وقوف بنانا رہتا ہے۔

چرچ اور عورت مذکورہ بالا طرزِ عمل سے ہمیں زیادہ حیران اس لیے نہ ہونا چاہیے کہ پال نے جو عیسائیت کا حلیہ بگاڑا تو اس کی بنیاد ہی غلط رکھی۔ برٹرینڈ رسل لکھتا ہے کہ چرچ پال کے اثر کی وجہ سے اب بھی شادی کو اولاد پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں، بلکہ بدکاری کا نعم البدل قرار دیتا ہے[2]۔ حقیقت تو یہ ہے کہ چرچ نے عورت کو اساسی گناہ (orignal sin) کا ذمہ دار ٹھیرایا اور ہمیشہ کے لیے عیسائی دنیا میں اس کو ذلیل اور تمام مصائب کی جڑ قرار دیا ہے۔ مغربی تہذیب اور چرچ نے عورت کو مال مویشی کے درجہ سے بھی کمتر درجہ میں رکھا ہے۔ چرچ نے دولت کمانے کی خاطر نہ صرف قحبہ گری کو جائز قرار دیا بلکہ اس کی کمائی سے گرجا بھی تعمیر کیے۔ خود پادریوں نے قحبہ خانے چلا کر دولت کمائی اور دوسروں کے قحبہ خانوں پر ٹیکس لگایا اور اس طرح ان کی کمائی سے بھی اپنا حصہ بانٹ لیا۔

بنجمین اور ماسٹرز...... لکھتے ہیں:-

میونسپلٹیوں اور پوپوں وغیرہ نے رنڈیوں اور قحبہ خانوں پر بھی ٹیکس لگائے اور اس طرح سے کافی آمدنی حاصل کی۔ ایک پوپ کلیمنٹ دوئم نے ان رنڈیوں سے بھی آمدنی حاصل کر لی جو دوسری دنیا میں جا چکی تھیں۔ اس نے ایک قانونِ شرعی ((Bull)) بنایا جس کا مدعا یہ تھا کہ جو عورت کسی بھی وقت پیشہ کرا چکی ہو، مرنے کے بعد اس کی آدھی جائیداد چرچ کو مل جائے گی۔ سپین، پرتگال، جرمنی سوئٹزر لینڈ، فرانس وغیرہم میں قحبہ گری پر ٹیکس لگتا رہا ہے۔ نوٹ کرنے کے قابل یہ بات ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں نورمبرگ میں یہ قاعدہ بھی بنا کہ جو رقم رنڈیوں پر خرچ کی جائے وہ ٹیکس سے

(1) FP. 47, 49. Sexual behaviour in the 1970's by M. Hunt

(2) P. 106. Marrige and Morals by Bartrand Russell.

مستثنیٰ قرار دی جائے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ رنڈیوں سے زیادہ ٹیکس وصول کیا جا سکے۔

اصل بات یہ ہے کہ یورپ کا چرچ عورت کو بنیادی طور پر مجرم اور گناہ کی جڑ سمجھتا ہے۔ اس کے نزدیک کائنات کی ہر خرابی کی ذمہ دار عورت ہے۔ رومن کیتھولکوں کو چھوڑیے خود پراٹسٹنٹ مذہب کا بانی مارٹن لوتھر جو نسبتاً زیادہ آزاد خیال سمجھا جاتا ہے، وہ کہتا ہے کہ خدا نے آدم کو تمام جانداروں کا مالک اور حاکم پیدا کیا تھا مگر حوا نے سب کچھ خراب کر دیا۔

اس کے برعکس اسلام میں نہ تو عیسائی عقیدے کی مانند اساسی گناہ (orignal sin) کا فلسفہ ہے اور نہ اسلام میں ہر شخص پیدائشی گنہگار ہوتا ہے۔ جہاں تک حضرت آدمؑ کی اوّلین لغزش کا تعلق ہے، قرآن کے نزدیک اس کی ذمہ دار محض حوا نہ تھیں، بلکہ حضرت آدمؑ اور حواؑ دونوں کا اس میں برابر کا حصہ تھا۔ قرآن کہتا ہے کہ شیطان نے دونوں کو بہکایا۔ فَازَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ غرض کہ دونوں برابر کے قصوروار تھے۔

میری لینڈ کالج کے بارٹلٹ برلے جیمز Bartlet Burleigh James ph. D قرونِ وسطیٰ[1] کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ جرائم اور تشدد کی ملک میں کثرت تھی اور ان پر کوئی روک نہ تھی، نہ صرف یہ کہ قانون کوئی اثر نہ رکھتا تھا بلکہ عوام کے جذبات بھی ایسے نہ تھے کہ حالات بہتر ہو سکیں۔ فضا اس سے مختلف نہ تھی جو کہ آئرلینڈ میں انیسویں صدی کے شروع میں پائی جاتی تھی۔ اس لاقانونیت کا سب سے زیادہ شکار عورتیں تھیں۔ رات کو انہیں زبردستی اغوا کر لیا جاتا اور عصمت دری کے بعد اُن کو زبردستی چرچ لے جایا جاتا۔ جہاں کہ پادری دھمکیوں کی وجہ سے مظلوم عورتوں کی آہ و فریاد کے باوجود اُن کو اغوا کرنے والوں کے ساتھ شادی کے بندھن میں باندھ دیتا تھا۔ وہ عورتیں

---

(1) P. 46 The prostitute in society.
by Harry Benjamin M. D f R.E.L. Masters.

(2) Reader's Digest, June 1979.

(G.L. Simons) لکھتا ہے کہ شروع دور کے عیسائی فادر عورت کو دوزخ کا دروازہ کہتے تھے اور برنارڈ شا سینٹ پال کو عورت کا دائمی دشمن کہا کرتا تھا۔ مزید حوالوں کے لیے دیکھیے۔

(A History of Sex) مصنّفہ (G.L. Simons) صفحات ۱۴۰، ۸۰ اور ۱۴۹ وغیرہ۔

شادی شدہ ہوتیں تو بھی کوئی فرق نہ پڑتا کیونکہ بہت سے لوگوں کے نزدیک یہ ساری کارروائی فریب وظلم تھی۔ لگان کے جھگڑے آئے دن ہوتے رہتے اور قتل کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ ان تمام جرائم میں غریب لوگ ہی حصہ نہ لیتے تھے ...... بلکہ بڑے بڑے اشخاص یا لنوغنڈوں کے ساتھ ان جرائم میں حصہ لیتے تھے[1]

جی۔آر۔ٹیلر (G.R. Taylor) لکھتا ہے کہ اگرچہ عیسائیت کے ابتدائی دور میں عورتوں کے کچھ حقوق تھے مگر قرونِ وسطیٰ میں شادی شدہ عورت کا قانونی وجود ہی ختم کر دیا گیا[2] ......سول قانون میں اس کی اجازت تھی کہ خاوند بیوی کو کوڑوں اور لاٹھیوں سے بڑی طرح (violently) مارسکتا تھا۔ خاوند لکڑی کے موٹے ڈنڈے سے مارسکتا تھا مگر لوہے کی سلاخ سے مار کر بے ہوش نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ بیوی کو خاوند کی ملکیت (Property) سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے کسی غیر کی طرف سے اس کی عصمت دری گویا کہ ملکیت کے خلاف جرم تھا۔ ملکہ وکٹوریہ کے عہد کے ابتدائی دور میں خاوند کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا کہ وہ بیوی کے عاشق کے خلاف ہرجانے (damages) کی نالش کرتا۔

جیسا کہ قرونِ وسطیٰ کے یورپ میں خاوند کو اختیار رہتا کہ جب وہ بیوی سے اکتا جاتا تو اُس کے گلے میں رسّی ڈال کر بازار لے جاتا اور حقیر سی رقم پر بیچ آتا۔ آج بھی مغرب کے خاوند کے تحت الشعور میں وہی نظریہ کام کر رہا ہے اور وہ بیوی کو محض اپنی ملکیت سمجھتا ہے۔ اور اُسے اپنی ہوس رانی کی بھینٹ چڑھانے میں آسے آج بھی باک نہیں ہے۔ اصل میں عیسائیت کو خراب کرنے والی چیز رومن تہذیب یا مغربی تہذیب تھی۔ روما کا تو یہ حال تھا کہ بقول بیری بنجمن، ریکارڈ سے

---

(1) P. 191,192. Woman in all ages and in all countries. Women of England by B.B. James Ph. D.

(2) PP. 64,65 Sex in history, by G.R. Taylor.

[3] قدیم یونان میں بھی خاوند کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی بیوی کو جس طرح چاہے حوالے کر دے۔ قدیم روما میں بھی عورت کے کوئی حقوق نہ تھے (ص ۱۴۵، ۱۴۶ سیکس ان ہسٹری مصنفہ (G.L. Simons)

پتہ چلتا ہے کہ چھ سات سال کے بچے بھی جنسی امراض سے مرجایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ قحبہ خانوں میں دودھ پیتے بچے بھی داخل کر دیے جاتے تھے۔ جہاں کہ انہیں (felatio) اور اسی قسم کی دوسری حرکات کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ جب روم کے بادشاہ (Domitian) نے دودھ پیتے بچوں کو قحبہ گری کے لیے استعمال کرنے پر پابندی لگائی تو اس کی بہت تعریف کی گئی[1]۔ روما کی ملکائیں میسالینا (Messalina) اور جولیا وغیرہ مکمل طور پر پیشہ کرائی تھیں اور روما کے بادشاہ نیرو وغیرہم بھی عمل قوم سدوم میں مبتلا تھے[2]۔ یہ موضوع الگ توجہ چاہتا ہے کہ یورپ کے مقابلے میں اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے۔

(باقی)

P. 45. The prostitute in Society. by Harry Benjamin.

(2) P. 42 ibid.